Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا

مصباح

احمدی خواتین کا
مذہبی علمی اور ادبی
ماہوار رسالہ

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۴ — ایڈیٹر — نمبر ۱۱

محمد یعقوب مولوی فاضل

چندہ سالانہ دو روپے ❀ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء

P21

مصباح کے متعلق ایک ضروری گذارش

مصباح کی مالی حالت ایک عرصہ سے مخدوش چلی آرہی تھی۔ مگر اب تو بقایا داران کی سخت غفلت کی وجہ سے مصباح موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا نظر آرہا ہے۔ اگر جماعت کی مخلص خواتین اپنے اس واحد رسالہ کی طرف توجہ کرتیں۔ اگر وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اسکی خریداری کا حلقہ وسیع کرتیں۔ اور اگر اسکی مالی اعانت کی طرف وہ دلی شوق سے متوجہ رہتیں تو یقیناً اس رسالہ کا کامیابی سے چل نکلنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ مگر جب حالت یہ ہو کہ دو اڑھائی آنہ ماہوار چندہ دینا بھی بعض طبائع پر گراں گذرتا ہو تو رسالہ کیسے چلے اور کیونکر وہ اپنے اخراجات کو پورا کرے۔ جنگ کی وجہ سے کاغذ کی قیمت دوگنی ہو چکی ہے۔ طباعت کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مصباح کی مالی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوتی جارہی ہے۔ سال حال کے آغاز سے مصباح کے سائز میں تبدیلی کردی گئی تھی۔ اور خیال تھا کہ بہنیں اپنے اس رسالہ کی طرف زیادہ توجہ کریں گی۔ مگر سائز کی تبدیلی کی وجہ سے ہماری مشکلات میں تو اضافہ ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ بہنوں کے اندر کوئی احساس پیدا نہ ہوا۔ اور انہوں نے اپنے اس فرض کو قطعاً نہ پہچانا۔ جو اُنپر عائد ہوتا تھا۔ اب اس اعلان کے ذریعہ میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مہربانی فرما کر اپنا اپنا بقایا جلد ادا کیا جائے۔ ورنہ مصباح کا موجودہ صورت میں باقاعدہ نکلنا مجھے ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

(مینیجر)

سکندرآباد میں سیرۃ النبیؐ کا جلسہ

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد و سکندرآباد کی طرف سے بتاریخ ۱۲۔ شعبان ۱۳۵۹ھ ہجری مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۴۰ء بمقام سکندرآباد علاءالدین بلڈنگس میں زیر صدارت محترمہ بیگم صاحبہ سید ہمایوں مرزا صاحب جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منایا گیا۔ شہر کی معزز ہندو، مسلم بیگمات کو شرکت جلسہ کے لئے مطبوعہ خطوط بھیجے گئے۔

حاضرات کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ جس میں دو راجوں کی بیگمات وغیرہ بھی شامل تھیں۔

ہماری ممبرات لجنہ کے علاوہ محترمہ حیات خاتون صاحبہ ہمشیرہ نواب بہادر یار جنگ اور بعض دیگر بیگمات نے فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقاریر فرمائیں۔ بعد مغرب جلسہ برخواست ہوا۔ گذشتہ ماہ، ۲ اگست تحریک جدید کا بھی جلسہ حسب الحکم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ احمدیہ جوبلی بلڈنگ میں منایا گیا تھا۔ قریباً تمام احمدی بہنیں شریک تھیں۔ مطالبات بوضاحت سنائے گئے اور بعد دُعا جلسہ برخواست کیا گیا۔

(امۃ اللہ بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن)

دردمندانہ التجا

عاجزہ ایک مدت سے بعارضہ تپ دق بیمار ہے۔ بہنوں سے التجا ہے کہ میری صحت کے لئے دردِ دل سے دُعا فرمائیں۔ نیز کوئی بھائی یا بہن نسخہ تحریر فرما کر اس پتہ پر خط ارسال فرمائیں نہایت ممنون ہوں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کی برکات

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور اس کا بے انتہا فضل ہے کہ آج پھر ہم نے اپنی زندگی میں رمضان المبارک کے مقدس دور کو پایا۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی رحمت و شفقت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے اور جبکہ خدا خود کہتا ہے کہ آؤ مجھ سے مانگو۔ تا میں تمہیں دوں۔ مجھ سے بخشش طلب کرو۔ تا میں تمہارے گناہوں سے درگذر کروں۔ میرے سامنے مصفّا اور آلودگی سے پاک دل لے کر جھکو۔ تا کہ میں تمہارے قریب آؤں۔ اور تم کو اپنی آغوشِ رحمت میں ڈھانپ لوں۔ تم اس مہینہ میں محنت و مشقت کی زندگی بسر کرو۔ کیونکہ الٰہی انعامات ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے سے نہیں ملتے۔ صبر و تحمل کی عادت سیکھو۔ کیونکہ زندگی کے ہر دور میں اس کی ضرورت ہے۔ مگر افسوس! کتنے ہی رمضان ہیں۔ جو ہم نے آنکھیں بند کر کے اس کی حقیقت کو سمجھے بغیر گذار دیئے۔ یہ نہ سوچا کہ روزہ کے ذریعہ خدا ہم سے چاہتا کیا ہے؟ کیا یہی کہ ہم بغیر کھائے پیئے سارا دن گذار دیں۔ اور اپنے روز مرہ کے حالات میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کریں۔ اسی طرح لڑیں جھگڑیں۔ گالی گلوچ اور بیہودہ باتوں سے باز نہ آئیں۔ طعن و تشنیع کو اپنا شیوہ بنائے رکھیں۔ اور جھوٹ سچ کی تمیز سے جی چرائیں؟ نہیں۔ بخدا ہرگز نہیں۔ خدا اس کے ذریعہ ہم سے عظیم الشان تبدیلی چاہتا ہے تاکہ ہم کو سفلی زندگی سے نکال کر بلند اور ارفع مقام پر پہنچائے مگر مسلمانوں نے جہاں اپنی جہالت کی وجہ سے اور ارکان اسلام کی بے حرمتی میں اپنی عزت سمجھی۔ وہاں انہوں نے روزہ کی شکل بگاڑنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ارشادات کو پڑھنا اور سمجھنا ترک کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ بدبخت ہے وہ انسان جس کے سامنے رمضان آئے اور اس کے گناہ نہ بخشے جائیں۔ گو یا صاف اور واضح الفاظ میں استغفار کی تحریک کی۔ آپ رمضان میں اتنا صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ کہ صحابہؓ اس کو ایسی تیز آندھی سے تشبیہ دیتے۔ جو کسی طرح رکنے میں نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے اُس روزہ کی کوئی پروا نہیں جس میں ہم صرف کھانا پینا ترک کرتے ہیں۔ اور گناہوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ جیسا کہ قربانی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کو تمہاری قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ وہ تمہارے اس تقویٰ کو دیکھتا ہے۔ جس کے تم مالک ہو۔ یہی حال روزے کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص روزہ رکھکر گالی گلوچ کو نہیں چھوڑتا۔ بیہودہ گوئی سے باز نہیں آتا۔ دوسروں سے لڑتا جھگڑتا ہے۔ خدا کو بھی اُس کے بھوکا رہنے کی کوئی پروا نہیں۔

روزہ میں ہمارے لئے لاتعداد سبق ہیں۔ کتنے ہی مفلس و نادار لوگ ہیں جن کے چولھوں میں کئی کئی وقت آگ نہیں سلگتی۔ اور ان کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ ہم ان کی بھوک کی تکلیف سے اور ان کے حالات سے کیونکر واقف ہو سکتے ہیں جب تک کہ ویسے ہی حالات ہم پر نہ گذریں۔ چنانچہ روزہ کے ذریعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا ہمیں بتاتا ہے۔ کہ ہم اپنے مقدس بھائیوں اور بہنوں کو نہ بھولیں جو ہماری سوسائیٹی اور قومی زندگی کا جزو ہیں۔ اور اُن کی اُن تکالیف سے آگاہ رہیں اور ان کو دُور کرنے کی کوشش کریں جو کہ آئے دن اُن کو درپیش رہتی ہیں۔ پھر روزہ رکھتے وقت ہم صرف خدا کے حکم کے ماتحت اپنی جائز چیزوں کے استعمال کو ترک کرتے ہیں۔ اس طرح خدا ہمیں بتاتا ہے کہ جب تم میری خاطر اور میرے حکم کے ماتحت جائز چیزوں کو ترک کرتے ہو۔ تو پھر ناجائز باتوں سے پرہیز کرنا تمہاری طاقت سے باہر تو نہیں ہے۔

رمضان کی سب سے بڑی برکت قبولیت دُعا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ

چنانچہ اس الٰہی ارشاد کے ماتحت یہ تو کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ ہمیں دُعائیں کرنی چاہئیں۔ آج کل دنیا کے حالات کو دیکھتے ہوئے جبکہ جنگ کے مہیب بادل دنیا کے کونے کونے پر چھائے ہوئے ہیں۔ کوئی ہی شقی القلب انسان ایسا ہوگا۔ جس کا سر آستانہ الٰہی پر نہ جھکتا ہو۔

رمضان ہمیں اس بات کی تحریک کرتا ہے۔ کہ ہم اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ سب کمزوریوں سے آگاہ ہونا اور ان کو یکدم ترک کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ لیکن کم از کم یہ تو چاہیئے۔ کہ انسان اپنے آپکو ٹٹولے اور دیکھے کہ کون کون سی کمزوریاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اور پھر وہ اپنی کسی ایک کمزوری مثلاً جھوٹ ہی کو لے کر وہ اس بات کا عہد کرے۔ کہ میں حتی الامکان اس سے پرہیز کروں گا۔ اور آئندہ رمضان میں دیکھے کہ اس نے اپنے اس عہد کو کہاں تک نباہا۔ اگر وہ اس میں پورا اُترا ہے۔ تو پھر دُوسری کمزوری کے ترک کرنے کا تہیہ کرے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ اس طرح آہستہ آہستہ وہ اپنی تمام کوتاہیوں کو ترک کر دے؟

الغرض رمضان ہمیں نیند سے بیدار کرنے آتا ہے مبارک ہیں وہ جو بیدار ہو جاتے اور رمضان کے فیوض و برکات کو حاصل کرتے ہیں۔ اور اس فرض کو سمجھتے ہیں جو اُن پر عائد ہوتا ہے۔ خدا ہم سب کو اس فرض کے سمجھنے کی توفیق دے۔ اور اپنی رحمتوں کا وارث بنائے ۔

(محمودہ ثروت)

روزوں کے رُوحانی و جسمانی فوائد

نماز کے بعد اسلامی عبادات کا دوسرا بڑا رکن روزہ ہے۔ دراصل اسلام نے مختلف قسم کی عبادات مختلف رنگوں میں تزکیۂ نفس کے پیش نظر تجویز کی ہیں یعنی اگر نماز ایک رنگ میں انسان کی آلائشوں اور کمزوریوں کو دُور کرتی اور اسے خدا کا مقرب بننے کے قابل بناتی ہے۔ تو روزے کسی دوسرے رنگ میں یہ کام سرانجام دیتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ایک تیسرے میدان کیلئے مقرر ہے۔ اور حج کا ان تینوں کے علاوہ چوتھا مقصد ہے۔ اس طرح مختلف عبادتیں مختلف مقاصد کو پورا کرتی ہیں۔ اور مختلف جہات سے انسان کی اصلاح اور ترقی کے کام میں ممد ہوتی ہیں۔

عربی زبان میں روزہ کو صوم کہتے ہیں۔ جس کے معنے "رکنے" اور "چپ رہنے" کے ہیں۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں روزہ صبح صادق کے ظہور سے لے کر غروب آفتاب تک قصداً کھانے پینے وغیرہ سے مجتنب رہنے کو کہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر وقت کی شکم پُری انسان میں جذبۂ انانیت اور تمرد بڑھا دیتی ہے۔ بسا اوقات مال و دولت والے تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں، سرکشی کی حالت میں حدود اخلاق و آدابِ شریعت سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلّا ان الانسان لیطغیٰ ان رّاٰہ استغنیٰ۔ یعنی انسان اپنے آپ کو بے نیاز اور غیر محتاج تصور کرکے طغیانی و عصیان کو شیوہ بنا لیتا ہے۔ اور روزہ اس تمرد اور طغیانی کا علاج ہے۔

قرآن کریم میں روزہ کی علّتِ غائی تقویٰ بتائی گئی ہے لعلکم تتقون۔ اور تقویٰ کے معنے ڈر یا سپر کے ہیں۔ نیز بچنے کو بھی تقویٰ کہتے ہیں۔ قرآن مجید کے محاورہ کے مطابق اس کے معنے ضبطِ نفس، ثابت قدمی، استقلال، قناعت، اطاعت اور قوّتِ برداشت کے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقویٰ منکم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی مختصر الفاظ میں تقویٰ کی حقیقت بیان کر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

روزہ عبد اور معبود کے درمیان ایک راز ہے۔ بندہ کی نیازمندی کے پھولوں میں سے ایک مہکتا ہوا پھول ہے۔ چونکہ روزہ کا ظاہری پہلو محض سلبی ہے۔ اس لئے دوسرے انسان روزہ کی رُوحانی کیفیت سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ رُوحانی لذّت تو بہر حال ایسی چیز ہے جس کی تشریح شرمندۂ الفاظ نہیں ہو سکتی۔ مگر روزہ سے حاصل شدہ رُوحانی کیفیت تو بہر حال مخفی ہوتا ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے نہایت اعلیٰ اخلاق اور خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان مبارک ایام میں سچے مومن صائم رہ کر زبانِ حال سے کہتے ہیں کہ اگر خدا کا حکم پورا کرنے کے لئے ہمیں جان بھی قربان کرنی پڑے، اپنی زندگی کو بھی ختم کر دینا پڑے۔ تو ہم بھوکے اور پیاسے رہ کر خندہ پیشانی سے اس کے حکم کو بجا لائیں گے۔ اگر ہمیں نسل اور اولاد کے قربان کرنے کا ارشاد ہو۔ تو ہم اس کے لئے بھی آمادہ ہیں۔ ہم اپنے آقا کے خادم ہیں نہ کہ پانی اور خوراک کے۔ کائنات کے ہر ذرہ کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ مخلوق کے ہر فرد کو قربان کیا جا سکتا ہے۔ مگر آفرینندہ کائنات اور خالقِ عالم کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ مومن ان تیس روزوں سے تصویری زبان میں اعلان کرتا ہے کہ میں اگر کھاتا ہوں تو خدا کی رضا جوئی کے لئے۔ اور اگر بھوکا رہتا ہوں تو اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے۔ گویا دراصل بھوکا رہنا اور پیاسا رہنا مقصود نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل کرنا مقصود ہے۔ اس کو راضی کرنا مدّنظر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، ”جب رمضان آتا ہے۔ تو آسمان یا جنّت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جہنّم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں۔“

رمضان المبارک میں صرف بھوکا رہنا ہمارے پاک رب کو خوش نہیں کر سکتا جب تک ہماری رُوح کلیۃً بدیوں سے متنفر ہو کر محبوبِ الٰہی کی ہر پابندی کو برضا و رغبت قبول نہ کرے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو روزہ حقیقی روزہ ہوتا اور روزہ دار خدا کا مقرب بندہ بنجاتا ہے ورنہ مصنوعی روزہ ایک مردہ رسم ہے۔ ایسا قالب ہے جس میں جان نہیں۔ ایسا چھلکا ہے جس میں مغز نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکار دو جہان سرور عالم فرماتے ہیں۔ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہٗ یعنی جو شخص کذب بیانی اور اسپر عمل پیرا ہونے سے باز نہیں آتا۔ خدا کو اس کا کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی بھوکا پیاسا رہنا اسی صورت میں قابل التفات ہے جبکہ روزہ دار جھوٹ اور فریب سے بکلی باز آجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں ؎

پاک ہو جاؤ کہ وہ شاہجہاں بھی پاک ہے
جو کہ ہو ناپاک دل اُس سے نہیں کرتا وہ پیار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں کہ لکل شیءٍ باب وباب العبادۃ الصوم۔ یعنی ہر چیز کا دروازہ ہوتا ہے۔ اور عبادت کا دروازہ روزہ ہے مطلب یہ ہے کہ عبودیت کے مظاہرہ کی ابتداء روزہ سے ہوتی ہے یا روزہ رکھنے سے عبادت کی خاص توفیق ملتی ہو یعنی تلاوتِ قرآن اور نماز تہجد کا موقعہ ملتا ہے یا عبادت کا اصل مقصود پانے کے لئے روزہ از بس ضروری ہے۔ پھر ایک جگہ فرماتے ہیں ماہِ رمضان کا پہلا عشرہ رحمتِ الٰہی کے حصول کا۔ دوسرا مغفرت کے پانے کا۔ اور آخری عشرہ آگ سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ جو شخص ماہِ رمضان میں اپنے نوکر یا غلام کی خدمت معینہ میں تخفیف کرے۔ تاکہ اسے روزہ کے ساتھ تکلیف نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو معاف فرمائے گا۔ اور جہنم سے آزاد کرے گا۔

غرض روزہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل جذب ہوتا ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اور خدا کے غضب سے محفوظ رہنے کی توفیق ملتی ہے۔ پھر اس کے بعد اور ترقی ہوتی ہے اور انسان گناہ سے بیزار ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس سے بدی کا صدور ناممکن ہو جاتا ہے۔ انہی تین رُوحانی درجات کی طرف مندرجہ بالا حدیث میں اشارہ ہے۔

پس میں ہر احمدی بہن سے کہتی ہوں کہ اے بہن! رمضان المبارک کے دنوں میں قرآنی علوم کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ معرفت کے جام لنڈھائے جاتے ہیں۔ روزہ داروں کو بھوکے اور پیاسے رکھکر یہ شرابِ طہور پلائی جاتی ہے۔ تو بھی اُٹھ اور روزہ کی حقیقت کو اپنے سامنے رکھ کر اپنے دامن کو گوہر ہائے ثمینہ سے بھر لے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ان ایام میں خصوصیت سے قرآن مجید کی مشکل آیات کو حل کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے انوار کے دریا سے بہرہ یاب ہوں۔ اور ہمیشہ کے لئے اس وصل کو حاصل کرلیں۔ جس کے بعد یہ دروازہ ہم پر ہر آن کھلا ہی رہے۔ رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے اور قرآن پاک کے علوم سماویہ سے متمتع ہونے کا بہترین موقعہ ہے ؎

افضال خدا لے کر پھر ماہ صیام آیا
خوش بخت وہ انساں ہے جس نے رمضاں پایا
اے احمدیو اُٹھو لگ جاؤ دعاؤں میں!
دَور امن کا ہو پیدا دنیا کی فضاؤں میں
یہ دن ہیں دُعاؤں کے راتیں ہیں دُعاؤں کی
تم بیخ کنی کردو ظلموں کی جفاؤں کی

(حمیدہ بیگم درجہ ثالثہ قادیان)

درخواستِ دُعاء

میرے بڑے بھائی حافظ مبین الحق صاحب کو عرصہ دو ماہ سے جنبل کی سخت تکلیف ہے۔ بہنیں انکی صحت کیلئے دُعا فرمائیں + (امۃ الرحمٰن قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان کا قبولیتِ دُعا سے تعلق

آجکل رمضان شریف کے مبارک ایام ہیں۔ یہ مبارک مہینہ اپنے اندر بہت سی خوبیاں اور برکتیں اور رحمتیں رکھتا ہے۔ چاہیئے کہ ان سے ہر مومن مرد و عورت پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے اس ماہ مبارک کی فضیلت خود قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ گویا خدا تعالیٰ کی وہ کامل کتاب جو تا قیامت خلق اللہ کی رہنمائی کا دعویٰ اپنے اندر رکھتی ہے۔ وہ اسی ماہِ مبارک ہی میں نازل ہوئی۔ اس مہینہ میں ہر مومن انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ دن بھر بھوکا پیاسا رہے۔ صدقہ و خیرات کرے۔ رات کو نوافل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔ اور دیگر احکام شریعت کو پورے طور پر بجالائے۔ پس ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ ان مبارک ایام میں خلوص دل سے شریعتِ اسلامیہ کے احکام پر عمل کرے اور روزوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائے۔

عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ روزہ رکھنے میں تشدد سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی رخصتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ مثلاً بیماری یا سفر میں بھی جب کہ شریعت نے روزہ رکھنا منع کیا ہے۔ روزہ رکھ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلطی ہے اسی طرح بعض لوگ روزے تو رکھتے ہیں لیکن دوسرے احکامِ شریعت سے لاپروا رہتے ہیں۔ یہ بھی شریعت کے ایک حصہ پر عمل کرنا اور دوسرے سے انحراف کرنا ہے۔ پس مومن وہی ہے جو روزہ بھی رکھے۔ اور دیگر احکام پر بھی عمل کرے۔ اسلامی رمضان کا یہ منشاء نہیں کہ انسان دن بھر بھوکا پیاسا رہے۔ اور خدائی قرب کی راہیں تلاش نہ کرے۔ بلکہ اسلامی رمضان کا منشاء یہ ہے۔ کہ انسان اگر دن بھر بھوکا پیاسا رہے۔ تو رات کو نوافل اور دعاؤں کے ذریعے خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کرے۔ رمضان شریف میں دُعاؤں پر خاص زور دینا چاہیئے کیونکہ اس ماہ میں دُعاؤں کو قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ بالخصوص حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی درازی عمر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی کے لئے اور بعد میں اپنی دینی و دنیاوی بہتری کیلئے درد دل سے دُعائیں کرنی چاہئیں۔ (امۃ الرحمٰن رقیہ بیگم بنت محمد یامین صاحب قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبارک مہینہ

رمضان کا مہینہ بہت مبارک ہوتا ہے۔ اس مہینے میں خدا تعالیٰ کی بے انتہا نعمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جتنی برکات اس ایک ماہ میں نازل ہوتی ہیں اتنی ایک ہزار مہینے میں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح قرآن شریف میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ کہ اے رسولؐ تو مومنوں سے کہدے کہ میں اس مبارک مہینے میں تمہارے بہت قریب ہو جاتا ہوں یعنی رمضان کے مہینے میں انسان صدق دل سے جو دُعا بھی کرتا ہے۔ وہ میں قبول کرتا ہوں۔ اور فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندو! جو کچھ تم نے مانگنا ہے وہ مانگ لو۔ میں بہت قریب ہوں۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے احکام کو عملی جامہ پہناؤ۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے احکام پر ہمیشہ عمل کرتے رہو۔ روزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اس آیت میں ایک تو روزوں کا فرض ہونا بتایا گیا ہے۔ اس طرح پر کہ اے لوگو صرف تم پر ہی یہ روزے فرض نہیں ہوئے۔ بلکہ پہلے لوگوں پر بھی فرض ہوتے رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ بتائی۔ کہ روزے کی بڑی غرض متقی بنانا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزوں کی اصل غرض تقوےٰ حاصل کرنا ہے۔ یعنی روزہ رکھ کر انسان کو چاہیئے کہ ہر ایک فضول اور لغوبات سے پرہیز کرے۔ دُعاؤں سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے۔ اسی طرح ہمیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے رمضان کے مہینے میں ہم یتیموں اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام کریں اور اُن کی مالی اعانت بھی کریں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مہینہ میں یتیموں اور غریبوں کا خاص طور پر خیال رکھا کرتے تھے ٭ (مسعودہ بیگم دینیات درجہ اولیٰ)

حقیقی عید

دنیا کی تمام قوموں میں بعض دن عید کے سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں لوگ اکٹھے ہو کر خوشیاں مناتے ہیں۔ اس سے انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ قوم کے مختلف افراد آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ مل کر وہ کوفت اور تکان جو گذشتہ محنت کے دنوں میں ان کے جسموں پر وارد ہوئی ہو۔ دُور کریں۔ اور اس خوشی کے ذریعہ پھر تازہ دم ہو جائیں۔ مگر اسلام کی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ دوسرے مذاہب والوں نے انسانی خوشی کے فطرتی تقاضا کو تو سمجھا ہے۔ لیکن اس کو پورا ایسے رنگ میں کیا ہے۔ کہ گو عارضی طور پر وہ دل کی آگ بجھانے والا ہے۔ لیکن دراصل دائمی طور پر انسان کی رُوحانیت کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے جو عید کا طریق رکھا ہے۔ وہ عارضی طور پر ہی اس فطرتی تقاضا کو پُورا نہیں کرتا۔ بلکہ انسان کے لئے دائمی راحت کے سامان مہیّا کرتا ہے۔ دیگر مذاہب کی عیدوں میں ناچ گانے ہوتے ہیں۔ فحش و رگندے گیت گائے جاتے ہیں۔ لیکن اسلام کی عید یہ ہے کہ اور دنوں میں تو پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ مگر عید کے دن چھ نمازیں پڑھنی پڑتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عید دل کی خوشی کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور دل کی خوشی اطمینان قلب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور دل کا اطمینان سوائے اس کے اور کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا کہ خوف نہ ہو۔ اور خوف سے انسان اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک یہ یقین نہ ہو کہ میرا ایک ایسا محافظ ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اسلئے حقیقی عید یہی ہے کہ انسان کو یقین ہو جائے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ عید کے دن خوش ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اسدن مسلمان اس بات کا شکر ادا کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔ کہ انہوں نے مہینہ بھر خدا تعالیٰ کی رضامندی کیلئے جدوجہد کی۔ اور اسے اپنے اوپر راضی کر لیا۔ لیکن وہ شخص جو خدا کے حکم کو ٹالتا رہا۔ اسنے اپنی جان پر سخت ظلم کیا ہے۔ اس کیلئے عید کے دن خوش رہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ اسے تو ماتم کرنا چاہیئے۔ اسی طرح وہ انسان بھی جس نے اپنے اندر رمضان کا مہینہ پانے کے باوجود کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی اس کے لئے بھی خوش ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔٭٭

٭٭ اس لئے کہ اس نے خدا کا عہد پورا نہ کیا۔ اور روحانیت کی طرف اُسنے کوئی ترقی کا قدم نہ اُٹھایا ٭ (امۃ اللہ دینیات درجہ اولیٰ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بہنیں اور فریضہ تبلیغ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی مسلم خواتین کے حالات پڑھیئے جن کے کارنامے تاریخ اسلام کی رونق افروزی کا باعث ہیں۔ اور جن کی خدمات اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں فزوں در فزوں ہیں۔ انہوں نے اپنے پیارے اسلام کی خاطر جان و مال، خویش و عزیز یہانتک کہ اولاد کو فدا کرنے میں بھی ذرا تردّد نہ کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور صحابیات نے گلشنِ اسلام کی آبیاری کے لئے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں۔ انہوں نے اس راہ میں بڑے بڑے مصائب و تکالیف کا سامنا کیا۔ وہ جنگوں میں شریک ہوئیں۔ دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے ہر اُس آواز پر لبیک کہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی۔ اور وہ ہر قربانی میں صحابہؓ کے دوش بدوش کھڑی رہیں۔ یہ سب کچھ ان سے کیوں ہوا؟ اسلئے کہ ان کا ایمان مستحکم تھا۔ اور وہ اس لذّتِ ایمانی سے بہرہ مند تھیں جس کا لازمی نتیجہ ہمت، جوش اور استقلال ہے۔ وہ خود زندہ تھیں۔ اس لئے انہوں نے اسلام کو بھی زندہ رکھا۔

ان کے دل میں ایمان تھا۔ ان کے ہاتھوں میں قرآن تھا۔ ان کی زبان پر آیات تھیں۔ ان میں اتحاد تھا، اتفاق تھا۔ ان کے دل اخلاقِ حسنہ سے مزین تھے۔ بنا بریں انہوں نے اسلام کی اشاعت میں باحسن وجوہ حصہ لیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت بھری تعلیم سے بہتوں کو منور کیا۔ ان کے دلوں میں تبلیغِ اسلام کی عظیم الشان تڑپ تھی۔ اس برق زا تڑپ نے بڑے بڑے تکبّر اور غرور سے بھرے ہوئے دلوں کو نرم کر کے اسلام کی طرف مائل کر دیا۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ سب کو یاد ہوگا۔ ان کے اسلام لانے میں کسی مرد کا ہاتھ کام کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ یہ کرشمہ حضرت فاطمہ بنت خطاب کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ جن کی ایمانی قوت نے ان کے کلام میں وہ کیفیت اور اثر پیدا کر دیا تھا۔ کہ وہ عمرؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے لئے نکلے تھے۔ آخر آپ کے قدموں میں جا گرے۔ اور ان کی تلوار اور طاقت اسلام کی قوت اور تائید کے لئے کام آنے لگی۔ مبارک ہے وہ خاتون فاطمہ بنت خطاب جس نے اسلام کو ایسا عظیم الشان وجود عطا کیا۔

پھر تاریخ اسلام میں ایک اور عظیم الشان شخصیت اپنی قوت اور بہادری کے مظاہرے کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور وہ عکرمہ بن ابوجہل کا وجود ہے۔ جس نے ایرانیوں اور رومیوں کی خطرناک جنگوں میں اپنی مردانگی کے جوہر دکھلائے۔ اور قوتِ اسلام کو بالا کیا۔ معلوم ہے ان کے اسلام لانے کا ذریعہ کون تھا۔ ایک مسلمان عورت جو اُن کی بیوی تھی۔ اسی طرح ابو طلحہؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کو بھی اسلام کی نعمت ایک عورت کے ذریعہ ہی ملی۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے میں بھی عرب کی مشہور فصیح و بلیغ عورت سُعدیٰ کے مشورے کا دخل ہے۔

میری پیاری بہنو! صحابیات نے قبولِ اسلام کے بعد ثبات قدم اور استقامت اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کے مصائب اور مشکلات کو برداشت کر کے اسلام کی صداقت کا عملی ثبوت دیا ہے۔ اور تبلیغ کر کے دوسروں کو داخل اسلام کیا۔ اور پھر اس راہ میں اپنی جان عزیز تک کی پروا نہ کی۔ چنانچہ جس طرح عورت کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ وہ سب سے پہلے اسلام کو قبول کرنے والی ہے۔ اسی طرح اسے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اسلام میں

سب سے پہلی شہادت جس کو حاصل ہوئی وہ بھی ایک عورت تھی۔ یہ بزرگ خاتون حضرت سمیہؓ تھیں۔ انہوں نے بڑھاپے میں اسلام قبول کیا۔ مشرکین کو جب یہ معلوم ہؤا۔ تو انہوں نے قسم قسم کی اذیتیں دینی شروع کیں۔ سب سے زیادہ دکھ دینے والی بات یہ تھی۔ کہ مکہ کی جلتی ہوئی ریت میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے۔ مگر آپ کے ایمان میں ذرہ تزلزل پیدا نہ ہؤا۔ کفار نے جب دیکھا کہ یہ اذیتیں اور تکلیفیں حضرت سمیہؓ کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکیں۔ بلکہ ان کے ایمان کی مضبوطی کو بڑھا رہی ہیں۔ تو ابوجہل نے ان کی ران میں برچھی مار کر شہید کر دیا۔ اور اس طرح اس شہیدہ صابرہ نے مکہ کی وادیوں میں سب سے پہلے اپنے خون سے صداقتِ اسلام کا اعلان کیا۔ بہنو! یہ قربانیاں اور یہ واقعات ہمارے لئے محض کہانیاں نہیں ہیں۔ اور میں نے اس لئے پیش نہیں کیں۔ کہ ہم انہیں بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ سن لیں۔ اور آگے گزر جائیں۔ بلکہ یہ قربانیاں ہم سے مطالبہ کرتی ہیں۔ کہ ہم بھی اسلامی احکام میں اسی طرح پختگی، استقلال اور عزم دکھائیں۔ تا ہم میں بھی قربانی کی وہ روح اور قوت پیدا ہو جائے۔ جو قرونِ اولیٰ کی مسلم خواتین میں تھی۔ اور جو اسلام کے پودے کی آبیاری اور زندگی کا موجب ہوئی۔ پس ہم کو چاہئیے کہ ہم بھی اس مبارک جہاد میں شریک ہوں جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اور جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيرًا کے فرمان کے مطابق قرآن کو ہاتھ میں پکڑ کر سب سے بڑا جہاد کریں۔ اور اس عقل اور علم سے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے فائدہ اُٹھائیں۔ اور اشاعتِ اسلام اور حفاظتِ اسلام کے کام میں مردوں کی ممد و معاون ہوں۔ کیونکہ جس طرح اشاعتِ اسلام کا حکم مردوں کے لئے ہے۔ اسی طرح عورتوں پر بھی یہ فرض عائد ہے کہ وہ تبلیغ اسلام میں حصہ لیں۔ پس جس طرح مرد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہیں اور تبلیغ اسلام بجا لاتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں پر بھی یہ فرض عائد ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے تبلیغ اسلام میں حصہ لیں۔ کیا صرف قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنا مردوں کو ہی زیبا ہے؟ اور کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کے لئے ہی مبعوث ہوئے۔ اور کیا آپؐ کا اسوۂ حسنہ اختیار کرنا مردوں کا ہی کام ہے؟ نہیں! بلکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے عورتوں اور مردوں کو تمام انعامات اور افضال میں برابر کا حقدار بنایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ مَن يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِن ذَكَرٍ اَوْ اُنثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا۔ جو نیک عمل کرے۔ خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ مومن ہو۔ وہ جنت کا وارث ہے۔ اور اس پر ذرہ بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے عورتوں کو نیک کاموں میں حصہ لینے سے علیحدہ نہیں رکھا۔ بلکہ ہم نے خود بخود ہی علیحدگی اختیار کر لی۔ اور اشاعتِ اسلام سے ہم اس طرح غافل ہو گئیں کہ گویا خدا تعالیٰ نے ہم پر کچھ فرض ہی نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دماغوں میں یہ خام خیال سما گیا ہے۔ کہ ہم کمزور اور ناتواں ہیں۔ اور ہم کچھ نہیں کر سکتیں۔ حالانکہ خدا نے ہماری تخلیق کے وقت ذرہ بخل سے کام نہیں لیا۔ جس طرح اس نے مردوں کو قوتِ عمل عطا کی اسی طرح اس نے ہم کو بھی اس سے حصہ دیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عقل و شعور عطا کیا ہے۔ اسی طرح اس نے عورتوں کو بھی اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوازا ہے۔ وہی ہاتھ، پاؤں، آنکھیں وغیرہ اعضاء ہمارے ہیں۔ اور وہی مردوں کے۔ غرض اس حکیم نے ہمیں کسی ایسی طاقت سے محروم نہیں رکھا۔ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم کسی نیکی سے محروم رہیں۔ لیکن بدقسمتی ہماری ہے۔ کہ ہم نے اپنی تخلیق کی غرض وغایت کو نہ پہچانا۔ اور ہمارے دماغ پر یہ خیال بھوت کی طرح سوار ہو کر رہ گیا کہ عورت صرف پنگھوڑے کی رسّی ہلانے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کا جوڑا قائم کر کے بتایا کہ ان دونوں کی باہمی کوششوں سے ہی دنیا کا کارخانہ چل سکتا ہے۔ جس طرح گاڑی کا ایک پہیہ ناکارہ ہو جانے سے تمام گاڑی بیکار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کسی شعبۂ زندگی میں اگر عورت مرد کا ہاتھ نہ بٹائے۔ تو وہ کام اچھی طرح سے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی لئے ہمارے پیارے امام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا فرمایا ہے۔ کہ جب تک عورتوں نے بھی مردوں کی طرح اشاعت اسلام اور دیگر قربانیوں میں حصہ نہ لیا۔ اس وقت تک وسیع ترقیات حاصل ہونا محال ہے۔ پس چاہیئے کہ ہمیں اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہیں۔ اور قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر اس مقدس جہاد میں حصہ لیں۔ اور علم حاصل کریں۔ اور جو کچھ سیکھیں وہ دوسروں کو پہنچا دیں۔

(راقمہ سکینہ بیگم اہلیہ مولوی عبدالکریم صاحب شرما)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شاگرد علم حاصل کرتا تھا ایک دن اس نے مکان کی مرمت کی اور راستہ سے تھوڑی سی مٹی لیکر گارے میں شامل کرلی۔ آپ کو جب علم ہؤا۔ تو اُسے شاگردی سے خارج کر دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے راستہ میں سے مٹی لیکر آئے۔ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے علم پڑھایا جائے۔ (نسیمہ بیگم احمدی قصبہ پوروہ)

نسوانی حقوق کے مطالبہ کا صحیح راستہ

یہ میں نے مانا اور اقرار کیا کہ عورتوں کی حق تلفیاں بھی بہت ہوئیں! اور ان کی حالت بیحد نامطمئن رکھی گئی۔ مجھے یہ تسلیم ہے مگر اس کا یہ مطلب بھی تو نہ ہونا چاہیئے کہ عورت اس کی تلافی کرنے کی یہ صورت نکالے کہ اس معاہدے ہی سے اپنے آپ کو باہر کھینچے جس کا خود خدا تعالیٰ نے اس کو پابند کیا ہے۔ اس طرح تو نہ صرف اس کے اپنے وقار کو بلکہ قوم کو بھی سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے، شریعت حقہ نے، مذہب مقدس نے تو آپ کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی۔ بلکہ آپ کے مرتبے کو بڑھ چڑھ کر باوقار بنایا ہے۔ اس طرف سے تو آپ کو کوئی شکایت ہی نہیں۔ پھر کسی کی ذاتی یا انفرادی لغزش سے برافروختہ ہو کر قومی بربادی کے درپے ہونا بھی تو کوئی عقلمندی نہیں۔ اس لئے ہمیں دوسری قوموں کی عورتوں کی دیکھا دیکھی اندھا دھند شور مچانے کی ضرورت نہیں۔ دوسری اقوام کی عورتیں اس لئے شور مچا رہی ہیں کہ ان کی آنکھیں اب کھلی ہیں۔ اور مذہب نے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں کی۔ اس لئے وہ خود ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ مگر ہماری کیفیت یہ نہیں۔ مذہب نے ہمیں سب کچھ بے حد فراخدلی سے دیا ہے۔ اب اگر ہمارا تقاضا ہونا چاہیئے تو یہ کہ جنہوں نے ہمارے حقوق ہضم کر رکھے ہیں وہ اُگلیں اور بس۔ اگر وہ ہم کو مل جائیں تو وہ ایسی قدر کافی ہیں کہ اس سے زیادہ ہمیں اور کوئی ضرورت نہیں اس بات پر خود ہی ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں تو واضح ہو جائیگا کہ عورت فطری طور سے ہی جداگانہ فرائض کی حامل ہے۔ اور اسی اختلاف کی بنا پر نہ کسی تعصب کی وجہ سے اس کے لئے الگ محکمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجویز ہوا ہے اور یوں اس کے مناسب احترام کو مدنظر رکھا گیا ہے اگر مردوں میں سے اکثر حصے نے بے اعتدالی اور حق تلفی نہ برتی ہوتی تو یہ کچھ کم شان نہ تھی۔ بس آپکا مطالبہ میری بہنو صرف اسی قدر ہونا چاہیئے۔ یوں انسان کو مطمئن تو خدا ہی کرے سُنیئے میں اپنی یہ قسط ختم کرنے سے پہلے آپ کو ایک واقعہ سُناتی ہوں:۔

ٹرکی میں آزادی کا پچھلے سالوں بڑا غلغلہ تھا۔ آخر جن باتوں کو انہوں نے قیود سمجھا۔ وہ اٹھادی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عورتوں میں خودکشی کی وارداتیں بڑھ گئیں۔ عورت جو سرچشمۂ زندگی تھی۔ خود زندگی سے بیزار ہوگئی۔ یہ ہوا نتیجہ اس آزادی کے حصول کا۔ اب غور کرنے کی جا ہے۔ کہ جو باتیں بزعم خود قید کا درجہ رکھتی تھیں، اُٹھ گئیں۔ تو پھر آزادی کا لطف اٹھاؤ۔ زندگی سے بیزاری کیسی؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ قیود نہیں بلکہ فطری پابندیاں ہیں۔ اگر فطری نہ ہوتیں۔ تو اسلام ایسا مذہب جو سراسر فطری ہے۔ ہرگز ان کو جاری نہ کرتا۔

پس اسلام کے مقرر کردہ اصول میں جو عین فطری ہیں موشگافی! خوش کن نتائج پیدا کرنے سے رہی۔ یوں وقتی راگ الاپنا اور بات ہے مگر زندگی کے پہلوؤں کو کامیاب اور مفید قوم و ملک و ملت بنانا یہ انہی قواعد کی پابندیوں پر منحصر ہے +

(امتہ الحفیظ بیگم۔ برما)

مصباحی بہنوں کو چاہیئے۔ کہ مصباح کی اعانت کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔

تربیت کا تعلیم سے تعلق

بعض جہلاء کا طبقہ لڑکیوں کی تعلیم لڑکوں کے مقابلہ میں ضروری خیال نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے تعلیم ضروری ہے۔ مگر افسوس کہ لوگ اس طرف کم توجہ دیتے ہیں۔ میں اب تک یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ بارہا والدین کو یہ کہتے سُنا ہے کہ ہماری لڑکیوں کو لڑکوں کے دوش بدوش تعلیم کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے کونسی نوکریاں کرنی ہیں۔ اتنا کافی ہے جس سے وہ خط وغیرہ لکھ سکیں۔ یہ مہمل سی بات کچھ ایسی عام ہو رہی ہے کہ موجودہ زمانہ میں بھی جو کہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس قسم کا خیال رکھنے والوں کی کمی نہیں۔

اگر بعض گھروں میں مذکورہ بالا بات کہی جاتی ہے۔ تو بعض میں صرف والدین کی باہمی طبیعتوں کا اختلاف ہی لڑکیوں کی تعلیمی ترقی میں حائل ہو جاتا ہے۔ یعنی والد اگر کہیں کہ میں اپنی لڑکی کی تعلیم ضروری خیال کرتا ہوں۔ تو ماں بغیر دور اندیشی کے کہہ دیتی ہے کہ یہ بات تو میری زندگی میں ہونے کی نہیں۔

اب تصویر کا دُوسرا رخ بھی دیکھیئے کہ اگر خوش قسمتی سے ماں لڑکی کی تعلیم پر رضامند ہوگی۔ تو والد اس کی ترقی کے رستہ میں روک بنجائیں گے۔ مگر والد اس طرح کرتے بہت کم ہیں۔ اکثر اس کام میں مائیں ہی روکاوٹیں ڈالتی ہیں۔ حالانکہ یہی ایک نقص ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ ترقی کے میدان میں دوسری اقوام سے پیچھے ہیں۔ بعض اوقات میں اس پر غور کرتی اور سوچتی ہوں۔ تو میرا دل عجیب کشمکش و پیچ میں پڑ جاتا ہے کہ جس زمانہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ روشنی کا زمانہ کہتے ہیں۔ اس میں یہ حال ہے۔ تو وہ زمانہ جو اس وقت جہالت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس میں کیا حال ہوتا ہوگا؟

غور کرنے کا مقام ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے دماغ خدا نے یکساں بنائے ہیں۔ جب لڑکے بڑے ہو کر کارہائے نمایاں دکھا سکتے ہیں۔ تو کیا لڑکیاں نہیں دکھا سکتیں؟ مگر بات یہ ہے کہ لڑکیوں کو ایسا موقع دیا ہی نہیں جاتا۔ جس میں وہ اپنے خیالات کمالات کا مطالعہ کر کے دنیا پر واضح کر سکیں۔ کہ واقعی لڑکیاں بھی لڑکوں جیسے کام کر سکتی ہیں۔

تعلیم تو ایسی چیز ہے کہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے اگر بالفرض کسی کے خیال کے مطابق فائدے نہ ہوں تو نقصان بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض اوقات یہی تعلیم ہماری تکلیف کے وقت محتاجی سے نجات کا ذریعہ بنتی ہے۔

ہماری محترم ماؤں کا فرض ہے کہ وہ ہمیں ہر لحاظ سے ٹریننگ دیں۔ تعلیمی رنگ میں، تربیتی رنگ میں، بہادرانہ رنگ میں۔ غرض ہر رنگ میں ہمارے حوصلے بلند کریں۔ ہر کام کے لئے ہماری ہمت بڑھائیں۔ تا کہ جو کام ہمارے نزدیک مشکل ترین ہو وہ بھی سہل ہو جائے۔

مگر ایسا ہو ہی کیوں؟ جبکہ روز ولادت سے ہی ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم لڑکی ہو۔ تمہارا کام صرف گھر کی چار دیواری میں رہ کر اس کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ اور بس!

لڑکیاں اور باتوں میں ضرور صابر ہیں۔ مگر جہالت گوارا کرنا ان کے لئے دشوار امر ہے۔ پس ہر ماں کا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ لڑکیوں کی تعلیم اور ان کی تربیت کا خیال رکھے۔

لڑکیوں کو اس طرح جاہل رکھنا ان کی آرزوؤں کا کھلم کھلا خون کرنا ہے۔ وہ مائیں جو لڑکیوں کی تعلیم کو برا خیال کرتی ہیں۔ اور اسے بعض اوقات زہر سے تشبیہ دیتی ہیں۔ اس کی بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اکثر ماؤں کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ ان کی لڑکیاں جب کچھ پڑھ جاتی ہیں۔ تو خودسر ہو جاتی ہیں۔ ان میں پہلے جیسے اخلاق نہیں رہتے۔ گویا ان کے نقطۂ نگاہ سے تعلیم انہیں تاریکی کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔

یہ بات کسی حد تک درست ہے مگر اس کی ذمہ وار بھی وہ خود ہی ہیں۔ کیونکہ تعلیم کے ساتھ اعلیٰ تربیت کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اگر تعلیم کے ساتھ تربیت کا خیال نہ رکھا جائے۔ تو نتیجہ عیاں ہے۔ پس صرف تعلیم پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس چیز کو خوبصورت اور چمکانے والی چیز تربیت بھی ساتھ ہونی چاہیئے۔ جو کہ سونے پر سہاگہ کا کام کرتی ہے۔ ان دونوں میں سے اگر ایک نہ ہو۔ تو فائدہ ناممکن اور نقصان ممکن ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں لڑکیوں کا ذاتی فرض ہے۔ کہ وہ گھریلو امور میں حصہ لیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ صرف تعلیم ہو۔ بلکہ یہ کہتی ہوں۔ کہ لڑکیوں کو ہر رنگ میں رنگین کرنا ضروری ہے۔ کیا خانہ داری کے لحاظ سے، کیا تعلیمی لحاظ سے، اور کیا تربیتی لحاظ سے۔

اگر اب بھی ہماری مائیں اپنی لڑکیوں کے جذبات و احساسات کا پورا پورا خیال رکھیں۔ تو میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں۔ کہ آئندہ آنے والی نسلیں اپنی ان بزرگ ماؤں پر فخر کریں گی۔

(سیدہ بشریٰ رعنا۔ دارالانوار)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آج سے پچاس برس پہلے تمام دنیا ظلمت کے گڑھوں میں پڑی تھی۔ جس طرف نظر اٹھا کر دیکھا جاتا تھا۔ سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو انہوں نے پس پشت ڈال رکھا تھا۔ اور وہ زبانِ حال سے پکار رہے تھے کہ ؎

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دُعا ہے
اُمّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جب اُن کا اضطراب حد سے بڑھ گیا۔ ان کا درد اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اور ان کی حالتِ زار سخت اصلاح کے قابل ہو گئی۔ تو خدا نے آسمان سے رُوحانی بارش برسائی۔ اور مشرق کی سرزمین سے اپنے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ نے چاہ ضلالت میں ڈوبی ہوئی دنیا کو چشمۂ روحانیت پر لا کھڑا کیا۔ خدائے واحد کے چہرہ کو منور و تابناک صورت میں دنیا کو دکھلایا۔ اور قرآن کریم کی صحیح تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ جب ایک طویل زمانہ گذر جائے گا۔ تو لوگ علم الٰہی سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔ عالم لوگ اس وقت کی بدترین مخلوق ہوں گے۔ قرآنی تعلیم کو بالکل بھول جائیں گے۔ اور ایمان ثریا پر چلا جائے گا۔ ایسی حالت میں ایک فارسی النسل انسان اس کو اُتار لائے گا۔

ان پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ لیکن جیساکہ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے۔ دُنیا انکار سے باز نہ آئی۔ اور بڑے بڑے لوگ جنہیں قرآنی اصطلاح میں مترفیھا کہا گیا ہے۔ اس انکار میں پیش پیش رہے۔ انہوں نے نہ سمجھا کہ آپ نے ایسے وقت میں دعویٰ مسیحیت کیا ہے جبکہ دنیا کو ایک مصلح ربانی کی شدید ضرورت تھی۔ اور وہ وہی زمانہ تھا جس کے متعلق رسول دو جہان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشگوئی فرما گئے تھے۔ پھر آپ نے اُس کام کا بیڑا اٹھایا۔ جو زمانہ کی ضرورت کو پُورا کرنے والا تھا۔ پیاسی رُوحیں اس چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ لیکن جو محروم ازلی ہیں۔ انہوں نے انکار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے اس مائدہ کو رد کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہزاروں پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اور یہ امر آپ کی صداقت پر بیّن دلیل ہے۔ آپ نے جس وقت دعویٰ کیا ہے۔ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی لیکن آپ نے فرمایا۔ میں قادیان کو وسیع ہوتے دیکھتا ہوں۔ اس میں بڑے بڑے بازار اور سڑکیں مجھے دکھائی دے رہی ہیں۔ چنانچہ آپ سب دیکھ رہے ہیں۔ کہ حضور کی پیشگوئی کے مطابق قادیان نے کسقدر ترقی کی۔ پہلے بٹالہ سے قادیان تک سواری کے لئے یکہ بھی میسر نہ آتا تھا۔ لیکن اب یہ عالم ہے۔ کہ روزانہ چار دفعہ ٹرین آتی اور جاتی ہے۔ بجلی کے کھمبے جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ ٹیلیفون کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ پھر ریڈیو کے ذریعے لاکھوں میل کی باتیں ہم یہاں بیٹھے سن سکتے ہیں۔ بلکہ میں تو کہتی ہوں یہاں ہر گھر میں جو بجلی کی روشنی ہے۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی روشنی ہی ہے۔ دُوسری طرف آج کل جو جنگ ہو رہی ہے۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ جب کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ آپؑ نے فرمایا۔ اے یورپ اور اے ایشیا کے رہنے والو! تم امن میں نہیں ہو۔ اور اے جزائر کے رہنے والو تم بھی بے خطر نہیں۔ میں شہروں کو مسمار ہوتے۔ اور بستیوں کو برباد ہوتے دیکھتا ہوں۔ یہ آپؑ نے اس لئے فرمایا تھا۔ تا دنیا اپنے حقیقی خدا کو پہچانے اور اُس کے آگے سر بسجود ہو کر آنیوالی تباہی سے بچ جائے۔ لیکن افسوس دنیا نے ان باتوں پر ہنسی اڑائی نتیجہ ظاہر ہے کہ آج یورپ کشت و خون کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اور وہ ان تمام پیشگوئیوں کو پُورا ہوتے دیکھ رہا ہے جو آج سے پینتیس ۳۵ برس پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائیں۔ یہ تمام امور اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپؑ خدا تعالیٰ کے فرستادہ اور اسکے رسول برحق ہیں۔ اور آپکا انکار کرنے والے خدا تعالیٰ کا غضب اپنے اُوپر بھڑکا رہے ہیں + (مسعودہ اختر)

قادیان میں "زکیہ صنعتی سکول" کا اجراء

محترمہ زکیہ خانم صاحبہ بنت جناب شیخ محمد لطیف صاحب ٹھیکیدار گوجرانوالہ (پوتی شیخ صاحب دین صاحب ڈھینگرہ ہاؤس گوجرانوالہ) نے اپنے سرمایہ سے باجازت نظارت تعلیم و تربیت قادیان میں ایک صنعتی سکول جاری کیا ہے۔ جس کا ۱۲۔ ستمبر حضرت ام المومنین مدظلہا العالی نے ازراہِ شفقت اپنے دستِ مبارک سے افتتاح فرمایا۔ یعنی دروازہ کا تالا کھولا اور اندر تشریف لے گئیں۔

بعد ازاں حضرت ام ناصر احمد صاحب، ام مظفر احمد صاحب۔ اور سیدہ ام طاہر احمد صاحب بھی اندر تشریف لے گئیں۔ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں۔ اس لئے سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجوزہ پروگرام کے عملی حصہ کو پورا کیا۔ بعد میں چائے اور پھلوں سے خواتین کی تواضع کی گئی۔

اس موقعہ پر جس پروگرام کے مطابق تمام کارروائی ہوئی۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

۱۔ استقبال معزز مہمانان۔ از اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد لطیف صاحب ٹھیکیدار گوجرانوالہ و زکیہ خانم صاحبہ مالک و انچارج "زکیہ صنعتی سکول"

۲۔ تلاوت قرآن کریم۔ اور دُعا۔

۳۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی خدمت میں سکول کے دروازہ کا تالا کھولنے کے لئے چابی پیش کی گئی۔ از اقبال بیگم صاحبہ والدہ زکیہ خانم صاحبہ۔

۴۔ سکول کا افتتاح۔ از حضرت ام المومنین مدظلہا العالی۔

۵۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے سکول میں داخل ہونے کے بعد زکیہ خانم صاحبہ مالک سکول راہنمائی کے لئے داخل ہوئیں۔ اس کے بعد تمام حاضرات باری باری اندر گئیں۔

۶۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو تیار شدہ اشیاء دکھلائی گئیں۔ از زکیہ خانم صاحبہ (حضرت ام المومنین کے ملاحظہ کے بعد)

۷۔ سیدہ ام طاہر احمد صاحب حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مشین میں لگانے کے لئے سُوئی دی گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۸۔ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ مشین کو سوئی لگا کر کام شروع کرنے کے لئے بیٹھ گئیں۔

۹۔ حضرت ام ناصر احمد صاحب کی طرف سے پہلا کپڑہ جس پر کام شروع کیا گیا سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کو کشیدہ کاری کے لئے دیا گیا۔

۱۰۔ زکیہ خانم صاحبہ مالک و انچارج سکول نے سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کو مشین پر کام شروع کرایا۔

کچھ وقت کام ہونے کے بعد حضرت ام المومنین مدظلہا العالی اور دیگر معزز خواتین نے کام کا ملاحظہ فرمایا۔

اس کے بعد چائے نوشی ہوئی جس میں علاوہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین کے اور مستورات بھی شریک ہوئیں۔ دعوتی رقعہ جات اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد لطیف صاحب کی طرف سے جاری ہوئے تھے۔ چائے نوشی کے بعد سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معزز خواتین کا صاحب خانہ اور زکیہ خانم صاحبہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ اور مناسب الفاظ میں سکول کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور اپنی رائے مبارک سے حاضرات کو آگاہ کیا۔

آخر میں حضرت ام المومنین مدظلہا العالی نے دعا فرما کر جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

یہ تو وہ کارروائی ہے جو اس سکول کے افتتاح کے موقع پر ہوئی۔ اب اس سکول کے متعلق چند اور ضروری باتیں درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

(۱) یہ سکول عورتوں کو ہنرمند بنانے کے علاوہ بیکاری دور کرنے کے لئے کھولا گیا ہے۔ اور قادیان میں پہلا باقاعدہ صنعتی سکول ہے۔

(۲) فیس عام طالبات سے ایک روپیہ ماہوار مقرر ہے۔ مگر جس طالبہ کے خاوند سرپرست یا باپ کی مجموعی سالانہ آمدنی دوہزار یا دوہزار سے زائد ہو۔ اس سے دو روپیہ لی جائیگی۔

(۳) زکیہ خانم صاحبہ کے صنعتی نمونے لکڑی، چمڑہ اور کپڑے کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود ملاحظہ فرمائے۔ بعد میں انہوں نے حضور سے درخواست کی کہ بذریعہ تحریر رائے مبارک سے مطلع فرمایا جائے۔ اس پر حضور نے ازراہ مہربانی مفصلہ ذیل رائے انہیں لکھ کر دی جو زکیہ خانم صاحبہ کے پاس موجود ہے:۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اس فن کا ماہر تو نہیں کہ صحیح رائے دے سکوں۔ مگر اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ عزیزہ نے تین ماہ میں کام سیکھا ہے، کام بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ کام مشین کا ہے اور تجارتی طور پر بڑے پیمانہ پر کیا جا سکتا ہے۔ اسلئے مستورات کیلئے یقیناً مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ والسلام خاکسار مرزا محمود احمد"

آخر میں سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے کہ بیکار مستورات کے لئے یہ کام نہ صرف انکی بیکاری کو دور کرنیوالا ہے بلکہ مالی لحاظ سے بھی فائدہ بخش ہے مستورات کو اسمیں ضرور داخل ہونا چاہیئے۔ ہر محلہ کی لجنہ اماء اللہ کی پریذیڈنٹ صاحبہ فوری طور پر اجلاس منعقد کر کے عورتوں اور لڑکیوں کو اس سکول میں داخل ہونے کی تحریک کریں۔ یہ سکول محلہ دارالعلوم میں نصرت گرلز سکول کے قریب جاری ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سکول کی مالکہ کے کام میں برکت ڈالے۔ اور اسے خواتین کے لئے مفید بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماہِ صیام کے بابرکت ایام

خدا کے پانے کی راہیں غیر محدود ہیں۔ اور اس کے قرب کے طریقے بیشمار۔ انسان اپنی حالت کے سدھارنے کے ساتھ ساتھ خدا کے فضلوں کو اپنے اُوپر نازل ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔

اسلام چونکہ کامل دین ہے۔ اس لئے اسلامی شریعت ان تمام طریقوں پر حاوی ہے۔ جسپر چلنے سے انسان مقرب بارگاہِ ایزدی بن سکتا ہے۔ دنیا کی لذتوں کا ترک کرنا اور عیش و تنعم کو راہ مولا میں خیرباد کہنا روح کی صفائی کے لئے بہترین راستہ ہے۔ اسلامی شریعت میں روزہ اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ماہِ رمضان کے متعلق فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۚ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۖ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

ان آیات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ماہِ رمضان کیسا بابرکت مہینہ ہے۔ کہ جس میں قرآن شریف کا نزول ہوُا۔ جو ہر زمانہ ہر ملت و مذہب، امیر، غریب، چھوٹے، بڑے، مرد، عورت، اور ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے ہدایت و راہنمائی کا موجب ہے۔ جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے اٹھایا ہوُا ہے۔ اور جس کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں پر گامزن ہوسکتا ہے۔

ماہِ رمضان میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی دعاؤں کو زیادہ قریب ہو کر سنتا اور ان میں رخنہ اندازی کرنیوالے شیطان کو بھی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ۖ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ چنانچہ اگر انسان سارا دن محض خدا تعالیٰ کی رضاء کے لئے بھوکا پیاسا رہ کر اسکے حضور دُعا کرے۔ تو خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ضرور قبول کرتا اور اپنے بندے کو اپنے فضل سے متمتع کرتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ باقی عبادات کی جزا تو خدا تعالیٰ نے کچھ اور مقرر کی ہے۔ مگر روزہ کی جزا خود خدا ہے۔ ہاں ماہِ رمضان میں ہی انسان کو بسہولت نماز تہجد کا موقع ملتا ہے جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے۔

پھر اسی ماہ میں اللہ تعالےٰ ایک ایسی رات بھیجتا ہے۔ جس کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے کہ وہ ہزار راتوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ وہ لیلۃ القدر ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی تجلی بندوں کے بہت ہی قریب ہوتی ہے۔ اور جو دُعا بھی اس مبارک گھڑی میں مانگی جائے۔ وہ بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کا شرف پاتی ہے۔

اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اس رات کو پانے کی تیاری ابھی سے شروع کر دیں۔ تا ہم بھی اس رحمت عظیم سے متمتع ہوسکیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے۔ جو رمضان کو پائے مگر اس کے گناہ نہ بخشے جائیں۔ پس ہمیں اس ارشاد مبارک کے ماتحت اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جب انسان اللہ تعالےٰ کی رضا کی خاطر اپنی جان کو مشکلات میں ڈال کر اپنی خواہشات کو پامال کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ بھی ایک دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشی منانے کیلئے مقرر کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ آج تم صرف اور صرف میری خاطر کھاؤ اور پیو۔ اچھے اچھے کپڑے زیب تن کر کے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ تا میرے فضل تم پر پھر عود کر کے نازل ہوں۔ اس خوشی میں اللہ تعالیٰ ہر امیر و غریب کو شامل کرتا ہے۔ اسی لئے شریعت میں حکم ہے کہ امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی خاطر صدقۃ الفطر دیں۔ اور اس طرح انہیں بھی عید کی خوشی میں شامل کریں۔

غرض یہ ایام نہایت ہی مبارک ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ جہاں ہم ان ایام میں اپنے لئے اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے دعائیں کریں۔ وہاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور درازی عمر کے لئے بھی دردِ دل سے دُعائیں کریں۔ تا اللہ تعالیٰ حضور کا بابرکت سایہ ہمارے سروں پر عرصہ دراز تک قائم رکھے اور ہمیں حضور کی نصائح اور ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے ۔ (طالب دُعا۔ امۃ اللہ از سری نگر)

دُرود شریف

درود فارسی لفظ ہے جو اردو زبان میں ایک اسلامی اصطلاح کے طور پر بکثرت استعمال ہونے کی وجہ سے اردو زبان کا ایک لفظ بن گیا ہے۔ اس سے مراد وہ دُعا ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کی جاتی ہے۔ جسمیں آپ کے لئے خدا سے خاص رحمتیں طلب کی جاتی ہیں۔

درود شریف پڑھنے سے چار فائدے انسان کو حاصل ہوتے ہیں :-

(۱) خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال کا نقشہ سامنے آجاتا ہے کیونکہ وہ ایسی بلند شان رکھنے والا ہے۔ کہ سب کے سب انبیاء ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔

(۲) خدا تعالیٰ کا وسیع فضل ظاہر ہوتا ہے کہ گو سارا جہان اس سے سوال کرتا ہے۔ اس کے خزانے ختم نہیں ہوسکتے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد پختہ ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے عبد ہیں۔

(۴) درود شریف پڑھنے والا خدا تعالیٰ کے حضور اسلام کی ترقی میں حصہ لینے والا سمجھا جاتا ہے۔

درود شریف کا سب سے بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص کثرت سے درود پڑھتا ہے۔ اسکی دُعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ دنیا میں یہ طریق ہے کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہو تو اسکی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اسکے پیارے کیلئے دُعا کی ہے تو کہتا ہے کہ تُو نے میرے پیارے کیلئے دُعا کی ہے۔ مَیں تیری دُعا بھی قبول کرتا ہوں۔

جب ہم درود شریف پڑھیں تو ہمارا فرض ہے کہ اسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی شامل کرلیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم پر بیشمار احسانات ہیں۔

جمعہ کے دن خصوصیت اور کثرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے۔ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ ہر جمعہ کے روز میری امت کیطرف سے درود میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ اور جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ اس کا مقام سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔

سوتے وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے کیونکہ انسان اسوقت ایک طرح پر دنیا سے رخصت ہو رہا ہوتا ہے۔ پس اسکی آخری دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی ہونی چاہیئے۔ اسی طرح جب دُعا کرنی ہو تو پہلے خدا تعالیٰ کی تحمید کیجائے۔ اسکے بعد درود شریف پڑھا جائے اور پھر دُعا کیجائے۔ [illegible] جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے اسوقت آپ پر درود بھیجنا ضروری ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ [illegible]

(عزیزہ [illegible] بیگم [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک مذہبی افسانہ

(۱)

صبح کا سہانا وقت تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ رہے تھے۔ درختوں پر پرند اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔ ناصرہ عبادتِ الٰہی سے فارغ ہو کر ہاتھ میں الفضل کا پرچہ لے کر اپنے باغ میں چلی گئی۔ پہلے تو تھوڑی دیر تفریح کے لئے ادھر اُدھر ٹہلتی رہی۔ پھر باغ کے وسط میں بچھی ہوئی بنچ پر اخبار پڑھنے کے لئے بیٹھ گئی۔ اخبار میں خطبہ جمعہ شائع ہوا تھا۔ اس لئے اسے پڑھنا شروع کیا۔ اور ایسی محو ہو گئی۔ کہ اسے یہ بھی پتہ نہ لگا کہ وقت کتنا گذر گیا ہے۔ اچانک پیچھے سے اسے پاؤں کی چاپ سُنائی دی۔ مڑ کر دیکھا تو اسکی سہیلی "بلقیس جہاں" کوئی دس قدم کے فاصلے سے چلی آ رہی تھی۔ اسے دیکھکر ناصرہ نے اخبار رکھدیا۔ اور آگے بڑھ کر معانقہ کیا۔ اور اسے قریب کی کرسی پر بٹھایا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر بلقیس بولی۔ کہ ناصرہ تم یہاں اسوقت کیا کر رہی تھیں۔

ناصرہ۔ صبح صبح نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق باغ میں ٹہلنے کے لئے آگئی تھی۔ اور چونکہ کل کا اخبار دیکھا نہیں تھا۔ وہ بھی ساتھ لیتی آئی۔ اس میں خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے۔ اسے پڑھنا شروع کیا تو وقت کا پتہ نہ لگا۔ اب اسے ختم کیا ہی تھا کہ تم آگئیں۔

بلقیس۔ آخر جمعہ کا خطبہ ہی تو تھا۔ اس طرح جلدی پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ شائد اسی لئے تمہاری آنکھوں میں سرخی معلوم ہوتی ہے۔

ناصرہ۔ ہاں رات سے سر میں کچھ درد کی شکایت تھی۔ اب جو سارا اخبار ختم کیا۔ تو اس میں اور اضافہ ہو گیا۔ اسی لئے آنکھیں بھی سُرخ ہو گئی ہوں گی۔

بلقیس۔ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے کہ خواہ طبیعت خراب ہو یا اس پر بُرا اثر پڑے تم نے مرزا صاحب کا خطبہ تو ضرور پڑھنا ہے۔

ناصرہ۔ کیوں نہیں جیسا کہ تم جانتی ہو۔ میں الفضل کا مطالعہ تو ہمیشہ شوق سے کرتی ہوں۔ لیکن اس کے خطبہ نمبر کی انتظار تو مجھے ہر وقت بیچین رکھتی ہے۔ اور جب یہ نمبر میرے ہاتھ میں آتا ہے تو میری مسرت کی انتہا نہیں رہتی۔ اور پھر اسے بغیر ختم کئے اخبار ہاتھ سے رکھنے کو دل نہیں چاہتا۔

بلقیس (ہنس کر) ناصرہ تم تو احمدیت کی دیوانی ہو گئی ہو۔ میں اکثر تنہائی میں سوچا کرتی ہوں کہ کہیں تم مرزا صاحب کی کتابیں اور خطبات پڑھ پڑھ کر اپنے دماغ کو خراب نہ کر لو۔ ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہنا اچھا نہیں۔

ناصرہ۔ استغفراللہ حضرت اقدس کی کتابوں اور خطبات سے کس کا دماغ خراب ہونے لگا۔ اگر تم ان کتابوں کو پڑھو۔ تو پھر تم پر ان کی لطافت کی حقیقت واضح ہو۔ ناحق منہ سے ایسی باتیں نکال کر گنہ گار بننے سے کیا فائدہ۔

بلقیس۔ توبہ توبہ مرزا صاحب کی کتابیں اور پھر میں انہیں پڑھوں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہمارے علماء ان کتابوں کو نہیں پڑھتے۔ اور ہمیں ان کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اسلام کی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے۔ اس لئے ان کے مریدوں سے نہ ملو۔ اور نہ ان کی کتابیں پڑھو۔

ناصرہ۔ تو پھر آپ مولویوں کے حکم پُوری طرح کیوں نہیں مانتیں یعنی آپنے ایک احمدی لڑکی سے کیوں دوستانہ رکھا ہوا ہے۔

بلقیس۔ یہ بیشک ٹھیک ہے۔ لیکن بچپن سے میں آپکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ مانوس ہوں۔ دوسرا یہ کہ آپ لوگوں کی مذہبی حالت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ آپکے اخلاق بہت اعلیٰ ہیں۔ اور اسی لئے میں نے آپکے علاوہ بھی اور احمدی لڑکیوں سے تعلقاتِ محبت رکھے ہوئے ہیں۔

ناصرہ۔ مگر کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ جب آپ لوگ مولویوں کی باتوں پر عمل کرنا موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ تو پھر ایک بات کی نافرمانی کیوں کرتی ہیں۔

بلقیس۔ لیکن مولوی ہم پر جبر نہیں کرسکتے۔ انکی جو بات قابلِ قبول ہو۔ اسپر تو عمل ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسری پر نہیں۔

ناصرہ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر آپنے جب انکے کہنے کیخلاف ایک احمدی لڑکی کو سہیلی بنایا ہوا ہے تو پھر آپ کو یہ بھی چاہیئے کہ آپ اس کے مذہب کا بھی مطالعہ کریں۔ جہاں ایک بات میں ان کی نافرمانی کی، تو دوسری میں بھی کرلو۔

بلقیس (ہنسکر) ناصرہ بہن تمہاری بات تو ٹھیک ہے مگر میں مجبور ہوں۔ چند دن ہوئے۔ میرے ماموں آئے ہوئے تھے۔ کسی بات پر ان کے سامنے تمہارا ذکر چلا۔ تو انہوں نے مجھ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور کہنے لگے کہ بلقیس تم اس احمدی لڑکی کا ساتھ نہیں چھوڑوگی۔ تو یاد رکھو! ایک نہ ایک دن وہ تمہیں اپنے ان غلط عقائد پر لے آئے گی جن پر وہ خود ہے۔ غرض کافی دیر وہ مجھے بُرا بھلا کہتے رہے۔ ان کی اس ڈانٹ نے میرے دل پر عجیب اثر کیا۔ کیونکہ ایک طرف بچپن کی محبّت کا خیال تھا تو دوسری طرف مذہب کا معاملہ۔ میں نے دل میں سوچا کہ ناصرہ سے حضرت مرزا صاحب کی کتابیں لے کر پڑھوں۔ تاکہ پتہ تو لگے کہ وہ لوگ کیسے ہیں۔ مگر مولویوں کی دھمکیاں ان کے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتیں اور میں خود بھی ان کو پڑھنا نہیں چاہتی۔ کیونکہ اگر اسلام کے خلاف ہمیں باتیں ہوئیں تو ناحق ہم دونوں کے دیرینہ تعلقات میں

کشیدگی پیدا ہو جائے گی۔

ناصرہ۔ بلقیس یہ مذہب کا معاملہ ہے اگر مذہب کے معاملہ پر ہم دونوں میں کشیدگی پیدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں تم حضرت مرزا صاحبؑ کی کتب پڑھ کر تو دیکھو۔

ابھی یہیں تک گفتگو ہوئی تھی کہ ملازمہ نے آکر ناشتہ کے لئے ناصرہ کو بلایا۔ ناصرہ مع بلقیس کے اندر گئی۔ ناشتہ کیا اور پھر معمولی گفتگو ہوتی رہی اور اس طرح وقت کافی گذر گیا۔ ناصرہ خود بھی چاہتی تھی کہ کسی طرح بلقیس احمدیت کی طرف راغب ہو۔ اسلئے آج یہ موقعہ مل گیا۔ تو اس نے اُسے کھونا مناسب نہ سمجھا۔ گھڑی میں گیارہ بجے تو بلقیس گھر جانے کے لئے ناصرہ سے اجازت لینے لگی۔ ناصرہ نے اسے اجازت تو دیدی۔ مگر کتابوں کی الماری کے سامنے کھڑی ہو کر بولی۔ بولو بلقیس کونسی کتاب پڑھنے کے لئے لوگی۔

بلقیس (تھوڑی دیر خاموشی کے بعد) کوئی دیدو۔ ناصرہ جب یہ سلسلہ اب شروع ہو گیا ہے۔ تو پھر میں بھی اچھی طرح مرزا صاحب کی کتابوں اور مولویوں کی کتابوں کا مطالعہ کرونگی۔ اور پھر تمہارے ساتھ کسی دن تمہارے عقائد کے متعلق بحث کرونگی۔ تاکہ تم سیدھے راستے پر آؤ۔

ناصرہ۔ ہاں آپ بحث کرسکتی ہیں۔ یہ تو بہت اچھی بات تم نے سوچی ہے۔

بلقیس۔ لیکن ابھی مجھے تیاری کرلینے دو۔

ناصرہ۔ بہت بہتر۔

یہ کہہ کر بلقیس رخصت ہوگئی۔ اور ناصرہ نے اپنی ماں سعیدہ سے یہ سارا قصہ کہہ سُنایا۔ اور کہا۔ کہ میں بھی دُعا کرونگی۔ آپ بھی دُعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ حق کو فتح عطا کرے اور بلقیس راہ راست پر آجائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سعیدہ جو حقیقی معنوں میں احمدی ماں کہلانے کی مستحق تھی۔ اسنے ناصرہ نصیر اور نصرت کی تربیت شروع سے ہی احمدیت کے رنگ میں کی تھی۔ وہ ناصرہ کے مُنہ سے یہ باتیں سن کر بولی۔ بیٹی! بلقیس کا اس طرح تمہاری باتیں سننے کی طرف راغب ہونا خالی از حکمت نہیں۔ تم اسے احمدیت کی باتیں سُناؤ لیکن اس بات کا خیال رہے۔ کہ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو وہ اپنے پاس سے یا غلط نہ بتانا۔ بلکہ تم مجھ سے یا اپنے والد صاحب سے پوچھ لینا۔ خدا تمہاری باتوں میں اثر پیدا کرے۔ اور تمہارے ذریعہ تمہاری سہیلی کو ہدایت عطا کرے۔

ناصرہ ماں کی یہ باتیں سنکر تازہ دم ہوگئی اور حق کی فتح کیلئے دعائیں کرنے لگی۔ اور بلقیس بھی اپنے ہاں احمدیت کے مخالف اور موافق لٹریچر کا مطالعہ کرتی رہی۔ ادھر ناصرہ نے بھی حضرت اقدسؑ کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ غرض دونوں سہیلیاں اپنی اپنی جگہ مذہبی بحث کے لئے تیاری میں لگ گئیں۔ اسکے بعد اُن کی کیا گفتگو ہوئی۔ اسکے لئے اگلی قسط کا انتظار کیجئے! (احمدی بیگم زہرہ بنت شیخ فضل حق صاحب قادیان)

چاند

چاند ——— تو اس قدر حسین کیوں ہے؟ اس قدر پُر نور کیوں ہے؟ تُو خود ہی پُر نور نہیں۔ بلکہ تیری نورانی کرنیں بھی وسیع کائنات کو اپنے نور سے معمور کرتی ہیں۔ کیونکہ ———

"تیری فطرت بھی حسین ہے"

اے چاند ——— تُو شب تاریک کو خوب روشن کرتا ہے۔ اور اُسوقت کائنات کا ذرہ ذرہ قدرت کا بہترین عکس دکھائی دیتا ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ قلب انسانی کی عمیق گہرائی میں پہنچ کر ایمان اور نور کی روشنی سے بھی منور کرتا ہے۔ کیونکہ ———

"تجھ میں کچھ کچھ حقیقی معبود کا جمال نظر آتا ہے"

اطاعتِ امام

اللہ تعالیٰ کی یہ قدیم سے سنت چلی آتی ہے کہ جب دنیا ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتی ہے اور ظہر الفساد فی البرِّ و البحر کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسوقت ایک ہادی کو مبعوث فرماتا ہے۔ تاکہ وہ دنیا کو ہدایت کی راہ پر لائے۔ اور لوگوں کو ہلاکت سے بچائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت کے ماتحت اس زمانے میں جبکہ قریب تھا کہ دنیا ہلاک ہو جائے۔ اپنے پیارے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ آپ دنیا کی اصلاح کریں۔ اور ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنائیں۔ آپ تشریف لائے۔ اور آپ نے وہ عظیم الشان کام کئے جو کہ تحریر سے باہر ہیں۔ آپ نے کیا بلحاظ تحریر اور کیا بلحاظ تقریر دنیا تک اس آواز کو پہنچا دیا جس کے لئے آپ مبعوث کئے گئے تھے۔ آپ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیان کردہ اصل کے ماتحت کہ ما کانت النبوۃ قطّ الا تتبعھا خلافۃ۔ کہ ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا دور آتا ہے۔ خلافت کا زمانہ شروع ہوا۔ پس جس طرح ہم پر نبی کی اطاعت لازم ہے۔ اسی طرح ہمارے لئے خلیفہ کی اطاعت بھی لازمی ہے۔

اطاعت کیا ہے؟ اطاعت کے معنے ہیں فرمانبرداری دنیا کا کوئی کام لے لو۔ اگر اس میں اطاعت نہ ہو۔ تو کام سارے کا سارا درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بیوی میاں کی مطیع ہوتی ہے شاگرد استاد کے مطیع ہوتے ہیں۔ ماتحت افسروں کے مطیع ہوتے ہیں۔ ذرا خیال تو کرو۔ اگر یہ سب کچھ نہ ہو۔ تو کوئی نظام قائم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہ سکتا ہے۔ جس طرح ہم مادی زندگی میں دوسروں کی اطاعت کرتے ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم اس سے بڑھ کر رُوحانی زندگی میں خلافت کی اطاعت کا نمونہ دکھائیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللّٰہ والرسولِ ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخرِ ذالک خیر واحسن تاویلا۔

یعنی اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اولی الامر کی بھی اطاعت کرو۔ اور اگر تمہارا کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے۔ تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔ اور اگر تم ایمان لاتے ہو۔ اللہ اور یوم آخرت پر۔ تو یہ انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔

اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ مومنوں پر واجب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اور پھر اپنے حاکم وقت کی اطاعت کریں۔ گویا خدا تعالیٰ نے اطاعتِ رسول کو اطاعتِ خدا کے ساتھ ضروری قرار دیا ہے۔ اور اولی الامر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے جسمانی طور پر بادشاہ اور رُوحانی طور پر امام الزمان مراد ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جسمانی طور پر جو ہمارے عقائد کے مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو بھی اولی الامر میں داخل کریں۔ اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص جسمانی طور پر ہمارا بادشاہ ہو۔ اور جس سے ہمیں مذہبی فائدہ پہنچے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اس کی دل سے اطاعت کریں۔ لیکن جب آپ جسمانی بادشاہ کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اس کی دل سے اطاعت کی جائے۔ تو رُوحانی بادشاہ کا درجہ تو اس سے کہیں بلند ہے۔ اس کی اطاعت تو ہم پر اس سے بھی بڑھ کر واجب ہوگی۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللّٰہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا و اطعنا واولٰئک ھم المفلحون ہ ومن یطع اللّٰہ ورسولہ و یخش اللّٰہ و یتقہ فاولٰئک ھم الفائزون ہ

یقیناً مومنوں کا قول کیا ہے۔ جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ انکے درمیان فیصلہ کرے کہ وہ کہیں ہم نے سنا۔ اور اطاعت کی۔ اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانیوالے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اور اللہ سے ڈرے۔ اور اس کا تقویٰ اختیار کرے۔ تو یہی ہیں کامیاب ہونے والے۔ یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ پھر ان آیات کے بعد خدا تعالےٰ نے مومنوں کو خلافت کا وعدہ دیا ہے۔ جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خلیفہ چونکہ نبی کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور وہ اسی کام کو لے کر کھڑا ہوتا ہے جو نبی دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ خلیفہ کی اطاعت کی جائے۔ آیت استخلاف میں بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن کفر بعد ذالک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاولٰئک ھم الفاسقون ۔ کہ جو شخص باوجود اس بات کے معلوم ہو جانے کے کہ دین و دُنیا کی کامیابی اطاعت خلافت سے وابستہ ہے۔ اس کا انکار کرے۔ وہ فاسق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اطاعت امام کے متعلق بہت تاکید کی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مَیں نے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے آپکو امام کی اطاعت سے نکال لے۔ قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے سامنے ایسے حال میں حاضر ہوگا کہ اسکے پاس کوئی حُجّت نہیں ہوگی۔ اور جو شخص مریگا اندریں حال کہ اسکی گردن میں امام کی بیعت نہیں ہوگی۔ وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے امیر سے کوئی مکروہ بات دیکھے۔ تو چاہیئے کہ صبر کرے۔ اسلئے کہ جو شخص بالشت بھر بھی سلطان کی اطاعت سے نکل گیا وہ جاہلیت کی موت مرا اور صحیح مسلم میں ہے۔ ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ۔ جو شخص اس حالت میں مرا کہ امام کی بیعت کا جوا اس کی گردن میں نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ان احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطاعتِ امام کو کس قدر ضروری سمجھتے تھے۔

تواریخ عالم کی ورق گردانی بھی ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ کہ جس قوم نے اپنی گردن پر اطاعت کا جوا رکھا وہ کامیاب ہوئی۔ اور جس قوم نے اطاعت سے روگردانی کی۔ وہ خائب و خاسر ہوئی۔ اسلامی تاریخ کو ہی لے لو۔ مسلمانوں کی کامیابی میں یہی ایک راز تھا کہ مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت کی۔ ایسی اطاعت کہ دنیا کی کوئی قوم ویسا نمونہ پیش نہیں کر سکتی۔

خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی مسلمانوں کو جس قدر ترقیات نصیب ہوئیں۔ ان کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ اس کے بعد جب مسلمانوں میں افتراق پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے ایک ہاتھ پر جمع ہونا چھوڑ دیا تو ان کو وہ ترقی نصیب نہ ہوئی۔ جو خلفائے راشدین کے زمانے میں ہوئی۔

اس زمانہ میں بھی باوجود اس کے کہ مُسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ ہے۔ انہوں نے وہ ترقی نہیں کی۔ جو ایک مٹھی بھر جماعت احمدیہ نے کی۔ تمام دُنیا میں احمدیہ جماعت پھیل چکی ہے لیکن مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ جو اُٹھے اور لوگوں میں اسلام پھیلائے۔ یہ کیوں ہوا؟ اسی لئے کہ مسلمان متحد نہیں ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ متحد ہے۔ اور اپنے امام کی ہر آواز پر لبیک کہنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے جو اسے ترقیات دیتی چلی جاتی ہے۔

پس ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ خلافت سے وابستگی اختیار کرے۔ اور اپنے پیارے امام کی پوری پوری اطاعت کرے:۔

(امۃ المجید درجہ ثالثہ)

خوشی کی تقاریب پر مصباح کی مالی اعانت کو ملحوظ رکھا کریں ۔ (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنات اماء اللہ کا قیام کیوں ضروری ہے

اسلام چونکہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس لئے اس نے عورت کو مذہبی معاملات میں مرد کے دوش بدوش کھڑا کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ خواہ مرد نیک عمل کرے یا عورت، اللہ تعالیٰ دونوں کو برابر جزا دیتا ہے۔ اس سے اسلام میں عورت کی حیثیت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ بیشک دنیاداروں نے بھی عورت کو توقیر و عزت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ اس بات میں حداعتدال پر قائم نہیں رہ سکے۔ چنانچہ آج کی عورت کوشش کرتی ہے کہ مردوں کو ہو سکے تو پیچھے کر دے۔ وہ مردوں کا نوکریوں میں مقابلہ کرتی ہے۔ تھیٹر اور سینما میں بھی پیش پیش ہے۔ برعکس اس کے اسلام عورتوں اور مردوں کے پہلو بہ پہلو ہونے کی صرف نیکی و ہدایت کے بارہ میں ہدایت دیتا ہے۔ دنیا میں سوسائٹی کا وجود عورت سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اگر دنیا میں صرف مرد ہوتا یا عورت ہوتی۔ تو دنیا میں کوئی سوسائٹی قائم نہ رہ سکتی۔ کیونکہ مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیئے ہیں۔ جس طرح گاڑی ایک پہیئے سے چل نہیں سکتی۔ اسی طرح دینی و دنیوی معاملات بھی بغیر عورت کے پایہ تکمیل تک پہنچنے ناممکن ہیں۔

قرونِ اولیٰ میں مسلمان ماؤں اور مسلمان بیویوں کے کارنامے تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ایک عورت ہی تھی۔ ہاں سب سے پہلی بیوی جس نے اشاعتِ اسلام کے لئے اپنا تمام مال اپنے شوہر کے سپرد کیا۔ وہ بھی عورت ہی تھی۔ یہ جو ہر سال ہزاروں لوگ مکہ معظمہ میں حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک بلند مرتبہ عورت حضرت ہاجرہ رضی کی یادگار ہے۔

غرض عورت دنیا کے انقلاب کی ماں ہے۔ اسکے وجود سے سوسائٹی کا وجود پیدا ہوا۔ عورت نے دنیا کو بڑے بڑے مدبر۔ بہادر۔ شاعر۔ فلاسفر۔ بادشاہ اور ولی دیئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسے مبارک وجود بھی عورت کے ذریعہ ہی دنیا میں آئے۔ عورت بادشاہی کے تخت پر بھی متمکن ہوئی۔ اور میدان جنگ میں بھی سپاہی کی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اور دیگر عالم خواتین دنیا میں ایسی گذری ہیں جن سے لاکھوں انسان فیضیاب ہوئے۔

سلف صالحات کے ان اعلیٰ نمونوں کو دیکھکر احمدی خواتین کا بھی فرض اولین ہے کہ وہ احیاء و بقاء احمدیت کیلئے اپنی اولاد کے اندر سلسلہ کیلئے وہ ایثار اور قربانی کا مادہ پیدا کریں جس کی نظیر موجودہ زمانہ میں نہ ملتی ہو۔ اور اپنے بھائیوں کو احمدیت کا جاں نثار فرزند ثابت کریں۔ اسی طرح اپنے خاندان کے اندر احمدیت اس رنگ میں راسخ کریں کہ وہ احمدیت کے لئے جان دینے کو اپنی عزت کا موجب سمجھنے لگ جائیں۔ اپنے ذاتی اخراجات اور آرام و سہولت کو احمدیت کی خاطر نثار کر دیں۔ اور اپنے اعمال و افعال کی اصلاح کر کے احمدیت کی عظمت کو چار چاند لگا دیں۔ اس طرح احمدیت کو موقع دو کہ وہ اپنے پورے جوبن سے دنیا میں چمکے۔ اور اپنی بلند ہمتی اور اولوالعزمی اور کامل ایثار کا غلغلہ دنیا میں بلند کرو۔ اسی میں تمہاری تمام کامیابی ہے۔ اسی طرح احمدیت کی خاطر اپنے وعدوں میں استقامت کا بینظیر

نمونہ دکھاؤ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وعدوں کے ایفاء کا بہت پاس تھا۔ چنانچہ ابو سفیان کی بیوی ہندہ جس نے جنگ احد میں حضور علیہ السلام کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کر کے جگر نکلوایا۔ اور اسے دانتوں سے چبایا۔ جب اس نے فتح مکہ کے بعد خفیہ بیعت کی۔ اور بیعت میں شامل ہونا بھی ایک عہد ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے نہایت مہربانی سے معاف فرما دیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کا ایک شعر بھی ہم لوگوں کو عہد کے ایفاء پر مجبور کئے دیتا ہے آپ فرماتے ہیں۔

عہد شکنی نہ کرو۔ اہل وفا ہو جاؤ
اہلِ شیطاں نہ بنو اہلِ خدا ہو جاؤ

الغرض ہر احمدی عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے عمل سے ثابت کرے کہ وہ احمدیت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرے۔ اس کی زندگی کا ہر شعبہ اور ہر سعی اس مرکز کے ارد گرد گھومتی ہوئی نظر آئے۔ کہ اس کی عزت و آبرو احمدیت کے لئے فدا ہو۔ اور اس کی تمام کوششیں دنیا میں ایک نیا نظام، نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کرنے میں صرف ہوں مگر یہ اسوقت تک نہیں ہوسکتا جبتک عورتیں ایک نظام کے ماتحت نہ ہو جائیں۔ اسی غرض کیلئے لجنات اماء اللہ کا قیام عورتوں میں ضروری سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ کوئی گروہ اور کوئی جماعت بغیر ایک نظام کے کامیابی و کامرانی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ پس عورتوں کو چاہیئے کہ وہ ہر جگہ لجنہ اماء اللہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اوقات اور اپنے اموال کا بیشتر حصہ اس کے لئے وقف کر کے خدا کے حضور سُرخ رو ہوں +

(امۃ اللہ سری نگر)

مشہور دائی مائی سگیم کے پچاس سالہ تجربہ کا نچوڑ

مصوّرین (رجسٹرڈ)

یعنی

اکسیر سیلان الرحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام جسمانی صحت کو ٹھیک کرنے کے علاوہ اُن کی بہت سی شکائتوں کو رفع کر دیتی ہے مثلاً سیلان الرحم جریان الرحم لیکوریا یعنی سفید یا زرد رطوبت کا خارج ہونا جس کی وجہ سے عورتیں بہت کمزور ہو جاتی ہیں۔ کمر میں درد رہتا ہے اور آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔ کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ان کے لئے یہ دوا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اور صرف دو ہفتہ دوا کا استعمال اس نامراد بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیتی ہے۔

ہمارا دعوےٰ ہے کہ اگر ہر ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد اس دوا کو دو ہفتہ تک استعمال کرے تو اس کی تمام خرابیاں جو کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد عموماً ہو جایا کرتی ہیں رفع ہو جاتی ہیں اور دوشیزگی کی شکل کیفیت اس دوا سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اندرونی کیفیت میں بالکل نیا تغیر پیدا ہو جاتا ہے خدا کی قدرت ہے دوا میں عجیب تاثیر دکھائی ہے۔ زیادہ تعریف مانع اخلاق ہے۔ عقلمند را اشارہ کافی است ایام حمل میں جنین کی محافظ اور خون کو بند کرتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا۔ قیمت پندرہ دن کی دوائی صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ

نوٹ:۔ عورتوں کی تمام پوشیدہ امراض کا علاج مفصل حالات آنے پر نہایت غور سے کیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں صرف عورتیں ہی خط وکتابت کریں جو کہ بالکل پوشیدہ رکھی جاتی ہے

جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے

دوائی ملنے اور خط وکتابت کا پتہ

مشہور دائی مائی سگیم جالندھر شہر (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان کے خریداران مصباح کو اطلاع

ذیل میں قادیان کی جن خواتین کے اسماء گرامی درج کئے گئے ہیں۔ ان کو واضح ہو کہ ان کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ اور ان کے نام کے سامنے وہ مہینہ لکھ دیا گیا ہے۔ جس میں ان کے چندہ کی میعاد ختم ہوئی۔ مہربانی فرما کر اسی مہینہ میں اپنا اپنا چندہ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ ورنہ مصباح ان کے نام بند کر دیا جائے گا۔ (مینجر)

۲۱	اہلیہ صاحبہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب	دسمبر ۳۹ء
۲۳	بخانہ شیخ رفیع الدین صاحب	دسمبر ۳۹ء
۲۸	بیگم صاحبہ میاں محمد شریف صاحب	دسمبر ۳۸ء
۳۳	محترمہ زینب بی بی صاحبہ	دسمبر ۳۹ء
۱۱۵	بیگم صاحبہ خان بہادر ابوالہاشم خان صاحب	جون ۳۹ء
۱۲۴	محترمہ احمدی بیگم صاحبہ	ستمبر ۴۰ء
۱۴۲	اے۔ آر۔ نسیم صاحبہ	نومبر ۳۸ء
۱۴۴	بخانہ ملک عمر علی صاحب کھوکھر	جولائی ۳۹ء
۱۶۹	محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ	مارچ ۴۰ء
۱۷۰	محترمہ سعیدہ ثروت آرا صاحبہ	جون ۴۰ء
۱۷۱	محترمہ طاہرہ بیگم صاحبہ	دسمبر ۳۹ء
۱۷۲	محترمہ امۃ الحمید صاحبہ	مارچ ۳۹ء
۱۷۳	محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ	ستمبر ۳۹ء
۱۷۴	محترمہ قانتہ بیگم صاحبہ	جون ۴۰ء
۱۷۸	محترمہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ	جولائی ۳۹ء
۱۸۱	اہلیہ صاحبہ مولوی ظہور حسین صاحب	دسمبر ۳۹ء
۱۸۵	بنت میاں روشن الدین صاحب	اگست ۴۰ء
۱۸۶	محترمہ اختر بیگم صاحبہ	جنوری ۳۹ء
۲۲۲	محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ	اگست ۳۹ء
۲۲۳	محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ	اگست ۳۹ء
۲۲۵	محترمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ	اپریل ۴۰ء

۲۲۶	محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ	اگست ۳۸ء
۲۲۷	محترمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ	جنوری ۴۰ء
۲۲۸	نصیرہ بیگم صاحبہ	ستمبر ۴۰ء
۲۲۹	محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ	اگست ۴۰ء
۱۹۰	محترمہ طاہرہ بیگم صاحبہ	۱۵ جولائی ۳۹ء
۱۹۱	محترمہ امۃ اللہ صاحبہ	فروری ۴۰ء
۲۳۴	محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ	اگست ۳۹ء
۲۴۶	محترمہ رشیدہ ناصرہ صاحبہ	دسمبر ۳۹ء
۲۵۴	محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ	مارچ ۴۰ء
۲۵۷	محترمہ سکینہ اختر صاحبہ	اکتوبر ۳۹ء
۲۶۰	محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ	اکتوبر ۳۹ء
۲۶۲	اہلیہ صاحبہ محمد احمد صاحب	اکتوبر ۳۸ء
۲۷۱	محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ	نومبر ۳۹ء
۲۷۲	محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ	نومبر ۳۸ء
۲۸۷	محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ	مئی ۳۹ء
۲۸۸	سلیمہ بیگم صاحبہ	جنوری ۴۰ء
۲۹۵	صفیہ بیگم صاحبہ	اگست ۴۰ء
۳۱۱	سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ	جولائی ۳۹ء
۳۱۲	اہلیہ صاحبہ حکیم نظام جان صاحب	فروری ۴۰ء
۳۱۳	اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد الدین صاحب	جنوری ۴۰ء
۳۲۷	محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ	فروری ۳۹ء
۳۲۸	محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ	فروری ۳۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۴۳	محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ	فروری سنہ ۴۰ء
۳۵۸	محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ	جنوری سنہ ۴۰ء
۳۶۶	محترمہ شاکرہ خاتون صاحبہ	اکتوبر سنہ ۴۰ء
۳۸۲	محترمہ بسم اللہ سلطان بیگم صاحبہ	جنوری سنہ ۴۰ء
۳۸۳	محترمہ ضیاء النساء بیگم صاحبہ	جنوری سنہ ۴۰ء
۳۸۶	محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ	فروری سنہ ۴۰ء
۳۹۰	محترمہ مبارکہ ساجدہ صاحبہ	جولائی سنہ ۴۰ء
۳۹۴	محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب	جولائی سنہ ۳۹ء
۳۹۵	ناصرہ بیگم صاحبہ بنت شیخ عبد الحق صاحب	جولائی سنہ ۴۰ء
۴۰۳	محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ معرفت سیٹھی کرم الٰہی صاحب	فروری سنہ ۴۰ء
۴۰۶	محترمہ اہلیہ صاحبہ راجہ ممتاز علی صاحب	ستمبر سنہ ۴۰ء
۴۰۹	محترمہ سارہ نسیم صاحبہ	اکتوبر سنہ ۴۰ء
۴۱۰	محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ	مارچ سنہ ۴۰ء
۴۱۲	محترمہ خورشید سلطانہ صاحبہ	اکتوبر سنہ ۴۰ء
۴۱۷	محترمہ صدیقہ سلطانہ صاحبہ	اکتوبر سنہ ۴۰ء
۴۵۴	محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ	
۴۵۹	محترمہ بیگم صاحبہ مرزا مبارک احمد صاحب	جولائی سنہ ۴۰ء
۴۷۰	محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب	جولائی سنہ ۴۰ء
۴۷۶	اہلیہ صاحبہ ملک عبد القادر صاحب	جون سنہ ۴۰ء
۴۸۴	محترمہ سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ	فروری سنہ ۴۰ء
۴۹۱	ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے	دسمبر سنہ ۳۹ء
۴۹۸	اہلیہ صاحبہ مولوی غلام احمد صاحب فرخ	مارچ سنہ ۳۹ء
۵۰۷	اعجانہ بتول صاحبہ	اگست سنہ ۴۰ء
۵۲۵	محترمہ اہلیہ صاحبہ حافظ مبارک احمد صاحب	جولائی سنہ ۴۰ء
۵۵۴	محترمہ امۃ القدیر صاحبہ	ستمبر سنہ ۴۰ء

"ہسٹیریا"

کیسا خوفناک مرض ہے۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں عموماً حیض کی خرابی سے ہوتا ہے۔ سوا ہومیو پیتھی کے دوسرے علاج اس کو مرض نہیں سمجھتے۔ اس وجہ سے خاطر خواہ کامیابی بھی نہیں ہوتی۔ میرے ہاتھ سے بہت سے کیس نکل چکے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ۹۵ فیصدی کامیاب ہوتی ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی اسمیں خاص مہارت ہے۔ خدانخواستہ اگر آپکو یا آپکے علم میں کسی کو یہ مرض ہو تو فوراً میرا تعارف کرا دیں اور پتہ نوٹ کرا دیں۔ یہ بھی مخلوق خدا کی خدمت ہے یفصل حال لکھکر دوا منگوالیں۔ قیمت ۶ عہ علاوہ محصول۔ جواب کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

المشتہر

مسز ڈاکٹر بی۔ اے شاد صاحب احمدی طلاق محل کانپور

ولادت

(۱) میری پھوپھی امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ داروغہ عنایت حسین خان صاحب پیلی بھیت کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۲۹ اگست کو فرزند عطاء فرمایا جس کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے طاہر احمد تجویز فرمایا ہے۔ مصباحی بہنوں سے درخواست ہے کہ مولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

(مسعودہ بیگم شاہدہ بنت حشمت اللہ خانصاحب قادیان)

(۲) میرے بڑے بھائی حافظ مبین الحق صاحب شمس کے ہاں ۲۱۔ ماہ تبوک سنہ ۱۳۱۹ ہش۔ تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے امۃ الکریم نام رکھا ہے۔ مولودہ کے خادم دین اور عمر دراز ہونے کیلئے دعا فرمائی جائے۔ (امۃ الرحمٰن رقیہ بیگم قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشنما بیل

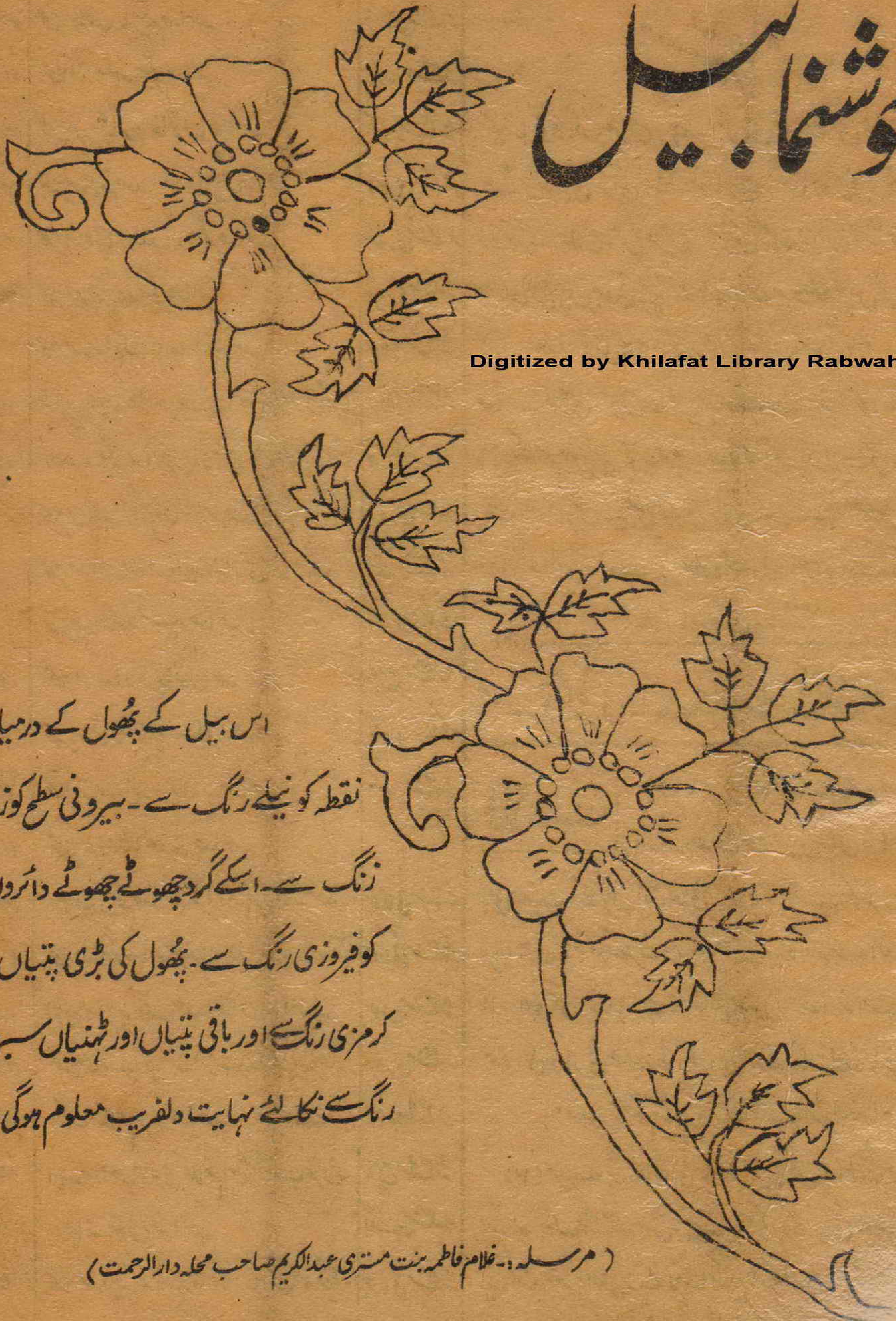

اس بیل کے پھول کے درمیانی
نقطہ کو نیلے رنگ سے۔ بیرونی سطح کو زرد
رنگ سے۔ اسکے گرد چھوٹے چھوٹے دائروں
کو فیروزی رنگ سے۔ پھول کی بڑی پتیاں
کرمزی رنگ سے اور باقی پتیاں اور ٹہنیاں سبز
رنگ سے نکالئے نہایت دلفریب معلوم ہوگی ؎

(مرسلہ:۔ غلام فاطمہ بنت مستری عبدالکریم صاحب محلہ دارالرحمت)

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)